جلد ۵۴/۱۹ | ۱۷ امان ۱۳۴۴ھش ۱۳ ذیقعدہ ۱۳۸۴ھ ۱۷ مارچ ۱۹۶۵ء | نمبر ۶۱

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق اطلاع

محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب

ربوہ ۱۶ مارچ بوقت ۹½ بجے صبح

کل حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے نسبتاً بہتر رہی۔ البتہ شام کو دو اجابتیں ہوئیں۔ الحمدللہ کہ رات طبیعت ٹھیک رہی۔ اس وقت بھی طبیعت خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ احباب حضور کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا فرمائیں۔

ارشادات عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

آنے والی نسلیں تمہارے نمونہ کو سند قرار دیں گی اور اسی کی پیروی کریں گی

اگر تم پورے طور پر اپنے آپکو اس تعلیم کا عامل نہ بناؤ گے تو آنیوالی نسلوں کو تباہ کرو گے

"ہمیشہ ملتے رہو یہ دنیا چند روزہ ہے ایک دن آتا ہے کہ نہ ہم ہونگے اور نہ تم اور نہ کوئی اور۔ اور یہ سب جنگل ویرانہ ہو گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مدینہ کی کیا حالت ہوئی، ہر ایک حالت میں تبدیلی ہے پس اس تبدیلی کو مدنظر رکھو اور آخری وقت کو ہمیشہ یاد رکھو۔ آنے والی نسلیں تم لوگوں کا منہ دیکھیں گی اور تمہارے نمونہ کو دیکھیں گی۔ اگر تم پورے طور پر اپنے آپکو اس تعلیم کا عامل نہ بناؤ گے تو گویا آنے والی نسلوں کو تباہ کرو گے۔ انسان کی فطرت میں نمونہ پرستی ہے وہ نمونہ سے بہت جلد سبق لیتا ہے۔ ایک شرابی اگر کہے کہ شراب نہ پیو یا ایک زانی کہے کہ زنا نہ کرو۔ ایک چور دوسرے کو کہے کہ چوری نہ کرو تو ان کی نصیحتوں سے دوسرے کیا فائدہ اٹھائیں گے بلکہ وہ تو کہیں گے کہ بڑا ہی خبیث ہے وہ جو خود کرتا ہے اور دوسروں کو اس سے منع کرتا ہے۔ جو لوگ خود ایک بدی میں مبتلا ہو کر اس کے خلاف وعظ کرتے ہیں، وہ دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔ دوسروں کو نصیحت کرنے والے خود عمل نہ کرنے والے بے ایمان ہوتے ہیں اور وہ اپنے واقعات کو چھوڑ جاتے ہیں۔ ایسے واعظوں سے دنیا کو بہت بڑا نقصان پہنچا ہے۔ ...... ہماری جماعت کو ایسی باتوں سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ تم ایسے نہ بنو۔ چاہیئے کہ تم ہر قسم کے جذبات سے بچو۔ ہر ایک اجنبی جو تم کو ملتا ہے وہ تمہارے منہ کو تاڑتا ہے اور تمہارے اخلاق، عادات، استقامت پابندی احکام الٰہی کو دیکھتا ہے کہ کیسے ہیں۔ اگر عمدہ نہیں تو تمہارے ذریعہ ٹھوکر کھاتا ہے۔ پس ان باتوں کو یاد رکھو۔"

(الحکم ۳۱ جنوری ۱۹۰۴ء)

— اخبار احمدیہ —

○ مجلس خدام الاحمدیہ لاہور کے زیر اہتمام ۴ اپریل ۱۹۶۵ء اتوار کے روز شام کو ۵ بجے دارالذکر میں "یوم والدین" منایا جا رہا ہے۔ اس میں انشاءاللہ تعالیٰ محترم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ بھی تشریف لائیں گے۔ احباب جماعت اپنے اپنے بچوں کے ساتھ اس تقریب میں شرکت فرمائیں۔ (ناظم اطفال الاحمدیہ مجلس خدام الاحمدیہ لاہور)

○ ربوہ ۱۶ مارچ۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی محترم حاجی محمد الدین صاحب درویش قادیان حال ربوہ بعارضہ کثرت بول و خونی بواسیر تا حال بیمار ہیں۔ احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے فضل سے صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین۔

○ لاہور — مکرم عباد اللہ صاحب گیانی منیجر الفضل کی اہلیہ صاحبہ کا ۵ مارچ کو گنگا رام ہسپتال لاہور میں رسولی کا اپریشن ہوا تھا اپریشن بفضلہ تعالیٰ کامیاب رہا ہے لیکن کمزوری تا حال بہت ہے۔ احباب جماعت صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا کریں۔

○ لاہور — مورخہ ۱۲ مارچ بروز جمعۃ المبارک احمدیہ ہوسٹل لاہور اور قربان لائن پولیس کی والی بال ٹیموں کے مابین احمدیہ ہوسٹل کینال پارک کی گراؤنڈ میں ایک شاندار میچ ہوا۔ احمدیہ ہوسٹل کی ٹیم نے یہ میچ ایک کے مقابلہ میں دو گیم سے جیت لیا۔ احمدیہ ہوسٹل کی ٹیم میں سے مقصود احمد۔ پرویز اسلم۔ وقار الملک۔ سراج الحق قریشی، جاوید اسلم رشید احمد زیروی نے میچ میں حصہ لیا۔ (منتظم صحت جسمانی احمدیہ ہوسٹل لاہور)

مسعود احمد پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دار الرحمت غربی ربوہ سے شائع کی

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی ایک اہم تقریر

جب بھی دل میں نیکی کی کوئی تحریک پیدا ہو فوراً اس پر عمل کرو

حالات ہمیشہ یکساں نہیں رہتے اس لئے نیکی کے مواقع کو کبھی ضائع نہ کرو

فرمودہ ۷ رمئی ۱۹۴۷ء بعد نماز مغرب بمقام قادیان

فرمایا:-

انسانی قلب کی حالت اور انسانی مقدریں ہمیشہ بدلتی رہتی ہیں۔

ایک وقت انسان پر ایسا آتا ہے

کہ اس کے اندر قبض کی حالت پیدا ہو جاتی ہے اور ایک وقت اس پر ایسا آتا ہے۔ کہ اس پر بسط کی حالت ہوتی ہے۔ اور یہ قبض اور بسط کی حالتوں کے دور بدلتے رہتے ہیں۔ بعض اوقات یہ حالتیں الٰہی حکمت اور تدبیر کے ماتحت آتی ہیں۔ اور بعض اوقات انسان ان حالتوں کو خود اپنے اوپر وارد کر لیتا ہے اور یہ اس کے اپنے پیدا کئے ہوئے ماحول کے مطابق ہوتی ہیں۔ خدا تعالیٰ نے انسان کے دماغ کو حساس بنایا ہے اور وہ

خوف اور محبت کے جذبات

کو اپنے اوپر اس طرح طاری کر لیتا ہے۔ کہ اس کے ذرہ ذرہ میں بجلی کی سی لہر دوڑ جاتی ہے۔ اور یہ دونوں جذبات اس کے اندر ایسے مدغم ہو جاتے ہیں۔ اور ان جذبات کی اتنی شدت ہوتی ہے کہ بعض اوقات تو وہ غم کو برداشت نہ کر سکنے کی وجہ سے اور بعض اوقات شادیٔ مرگ ہونے کی وجہ سے مر جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو ایسا بنا دیا ہے کہ اس پر

کوئی حالت بھی دائمی نہیں رہ سکتی

کبھی تو وہ غم کے دور میں سے گذر رہا ہوتا ہے۔ اور کبھی خوشی اور محبت کے دور میں سے۔ اگر انسان کی ان حالتوں میں تغیر اور انقلاب نہ ہوتا رہے۔ تو وہ ان دونوں قسم کے جذبات میں سے کسی ایک شدت کو بھی برداشت نہیں کر سکتا۔ شدت غم بھی ہلاکت کا موجب ہوتی ہے۔ اور شدت خوشی بھی موت کا موجب۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک صحابی آئے۔ اور انہوں نے بے اختیار رو کر عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) میں تو منافق ہوں۔ آپؐ نے فرمایا کس طرح؟ تم تو مومن ہو۔ صحابیؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ جب میں آپؐ کی مجلس میں ہوتا ہوں تو

مجھے یوں معلوم ہوتا ہے

کہ میرے ایک طرف جنت ہے اور دوسری طرف دوزخ۔ اور میں جب بھی کوئی ارادہ کرتا ہوں تو چونکہ میں جنت اور دوزخ دونوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوتا ہوں۔ اس لئے میرا ارادہ ہمیشہ نیکی کی طرف جاتا ہے اور آپؐ کی مجلس میں بیٹھے ہوئے مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے۔ کہ میرے سامنے سے تمام حجاب اٹھ گئے ہیں۔ اور میں ورا الوراء دنیا کا مشاہدہ کر رہا ہوں۔ لیکن جب میں آپؐ کی مجلس سے واپس جاتا ہوں۔ تو یہ حالت نہیں رہتی۔ نہ مجھے جنت نظر آتی ہے اور نہ دوزخ۔ اس لئے یا رسول اللہؐ میں اپنے آپ کو منافق سمجھتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا۔ یہ تو منافقت کی علامت نہیں۔ اگر تم پر ہر وقت یہی حالت طاری رہے تو تم مر جاؤ۔ پس اللہ تعالیٰ نے انسانی قلب کو اس طرح بنایا ہے کہ اس پر

مختلف دور

آتے رہتے ہیں۔ کبھی تو یہ حالت ہوتی ہے کہ جب وہ خدا تعالیٰ کی رحمتوں کے متعلق غور کر رہا ہوتا ہے۔ اور الحمد للہ کہتا ہے تو اس کے دل میں خیال آتا ہے کہ تمام تعریفوں کے لائق صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہے اور اس کے سوا اور کسی کی پرستش یا کسی سے مدد مانگنا درست نہیں ہے۔ پھر جب وہ رب العالمین کہتا ہے۔ تو اس کے دل میں یہ خیال پیدا ہوتا ہے۔ کہ

تمام جہانوں کا پالنے والا

صرف خدا ہی ہے۔ جب وہ الرحمٰن الرحیم کہتا ہے تو وہ یہ سمجھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بن مانگے دینے والا اور سچی محنتوں کو ضائع کرنے والا نہیں۔ جب وہ مالک یوم الدین کہتا ہے تو وہ سوچتا ہے کہ اعمال کی جزا و سزا کے لئے اسی کے دربار میں حاضر ہونا ہے۔ جب وہ ایاک نعبد پر پہنچتا ہے تو اس کے تمام خیالات میں

نیکی کی رو

پھیل جاتی ہے اور وہ کہہ رہا ہوتا ہے کہ اے خدا ہم صرف اور صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں۔ اور جب وہ ایاک نستعین پر غور کرتا ہے۔ تو کہہ اٹھتا ہے کہ اے ہمارے رب بے شک ہم تیری عبادت کرتے ہیں۔ مگر اس کے لئے ہم تیری ہی مدد اور اعانت کے محتاج ہیں۔ اسی طرح جب وہ ولا الضالین تک پہنچتا ہے۔ تو وہ نیکی کے تمام مراحل طے کر چکا ہوتا ہے۔ اور

نیکی کے جذبات

اس پر پوری طرح حاوی ہو جاتے ہیں۔ لیکن وہی شخص جب بازار میں جاتا ہے اور دیکھتا ہے کہ کسی جگہ آلو فروخت ہو رہے ہیں۔ کسی جگہ دوسری اجناس فروخت ہو رہی ہیں تو اس کے دماغ سے الحمد للہ رب العالمین الرحمٰن الرحیم وغیرہ کے نقوش مٹ جاتے ہیں اور وہ سوچتا ہے کہ اگر میں اتنے سیر آلو خرید لوں تو مجھے اس بھاؤ بیچنے میں اتنا نفع ہو گا یا میں اتنے من گندم خرید لوں تو مجھے ایک ماہ کے بعد اتنے نفع کی امید ہو سکتی ہے۔ یا کوئی شخص ملازمت میں ہوتا ہے تو وہ

دفتر کی فائلوں

کی چھان بین میں گم ہو جاتا ہے۔ یا کوئی پیشہ ور ہوتا ہے۔ تو وہ اپنے کارخانہ میں پہنچ کر اپنے کام میں ایسا محو ہو جاتا ہے کہ نیکی کے جذبات اس کے دماغ سے نکل جاتے ہیں۔ انسانی حالت کے یہ

دور طبعی دور

ہیں۔ گو ان پر خدا تعالیٰ کا قانون حاوی ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اگر انسان پر چوبیس گھنٹے ایک ہی حالت رہی اور ایک ہی قسم کے جذبات کا دباؤ رہا تو وہ مر جائے گا۔ لیکن ہم ان ادوار کا نام طبعی اس لئے رکھتے ہیں کہ یہ انسان کے اپنے پیدا کئے ہوئے ہوتے ہیں۔ اور اس کے اپنے ماحول کی وجہ سے یہ حالتیں اس پر آتی ہیں۔ کیونکہ جس شخص نے کوئی ملازمت کی ہوئی ہے وہ اس کی اپنی تجویز کردہ ہے اور پیشہ ور کا پیشہ اس کا اپنا اختیار کردہ ہے۔ اسی طرح دکاندار کی دکانداری اس کی اپنی پیدا کردہ ہے۔ ان دوروں میں پڑ کر انسان کبھی تو

نیکی کی طرف مائل ہو جاتا ہے

اور کبھی بدی کی طرف۔ کوئی شخص ایسا ہوتا ہے کہ وہ نیکی کا دور پا کر اس سے فائدہ اٹھاتا ہے اور اس کو غنیمت سمجھتے ہوئے بڑے شوق سے نیکیاں بجا لاتا ہے۔ مگر کوئی ایسا ہوتا ہے جس پر نیکی کا دور تو بے شک آتا ہے مگر وہ اپنے تساہل کی وجہ سے اس موقعہ کو ضائع کر دیتا ہے۔ کیونکہ وہ ایسے دور کے آنے پر یہ سوچنے لگ جاتا ہے کہ ابھی بڑا موقعہ ہے کر ہی لیں گے۔ پہلے چل کر آٹھ آنے کے آلو لے لوں تاکہ کل بارہ آنے بن سکیں یا اپنا فلاں کام کر لوں بعد میں نیکی کر لوں گا۔ اس وقت کے گذر جانے پر اس کی نیکی کی حالت بے شک وہی رہے گی۔ مگر حالات بدل جانے کی وجہ سے یہ توفیق اس سے چھن جائے گی۔ مثلاً

ایک شخص پر نیکی کا دور آیا

اور اس نے اپنی غفلت اور سستی سے اس کو ملتوی کر دیا۔ تو ہو سکتا ہے کہ بعد میں وہ نیکی کی خواہش کے باوجود نیکی نہ کر سکے۔ کیونکہ ممکن ہے کہ اس کی ملازمت جاتی رہے

یا اس کی تجارت تباہ ہو جائے۔ پھر بعض انسان ایسے بھی ہوتے ہیں کہ ان پر نیکی کا دور آتا تو ہے مگر نیکی کرنے سے پہلے ان کی نیت میں فرق آجاتا ہے۔ اور وہ نیکی سے محروم ہو جاتے ہیں۔ ہمارے ملک میں

ایک لطیفہ مشہور ہے

کہتے ہیں کوئی پٹھان ایسے علاقہ میں چلا گیا جہاں کھجوروں کے درخت تھے۔ اس کے اپنے ملک میں تو کھجور ہوتی نہ تھی دوسرے پھل ہوتے تھے اس نے کسی باغ میں کھجوروں کے درخت اور ان پر کھجوریں پکی ہوئی دیکھیں تو دل میں خیال آیا کہ یہاں جو کھجوریں کھانی ہیں خریدنے کی کیا ضرورت ہے۔ یہیں سے کیوں نہ کھاؤں۔ یہ سوچ کر وہ باغ کے اندر گھس گیا اور کھجور کے درخت پر چڑھ گیا۔ اور چڑھ کر کھجوریں کھاتا رہا۔ جب سیر ہو گیا تو نیچے اترنے کا ارادہ کیا مگر مشکل یہ پیش آئی کہ کھجور پر چڑھنا تو آسان ہوتا ہے اترنا بہت دشوار ہوتا ہے۔ جب اس نے اترنے کا ارادہ کیا اور نیچے دیکھا تو ہوش اُڑ گئے۔ کیونکہ زمین بہت دور نظر آتی تھی۔ کانپنے لگ گیا۔ اور گھبرا کر نیت کی کہ اگر میں صحیح سلامت نیچے اتر گیا تو خدا کی راہ میں ایک اونٹ قربان کروں گا۔ یہ نیت کر کے آنکھیں بند کر لیں اور اترنا شروع کر دیا۔ جب وہ تھوڑا سا اُتر چکا تو آنکھیں کھول کر دیکھا تو زمین پہلے سے ذرا نزدیک نظر آئی۔ اس پر دل میں کہنے لگا میں نے

اونٹ کی قربانی کا وعدہ

کرنے میں سخت غلطی سے کام لیا ہے۔ اور اونٹ کی قربانی ہے بھی بہت زیادہ۔ اس لئے میں قربانی تو ضرور کروں گا۔ لیکن اونٹ کی بجائے گائے کی قربانی دوں گا۔ یہ کہکر پھر آنکھیں بند کیں اور اترنا شروع کیا۔ تھوڑا اور اتر کر نیچے دیکھا تو زمین اور بھی نزدیک نظر آئی کہنے لگا بات یہ ہے کہ گائے کی قربانی بھی زیادہ ہے اس لئے گائے تو نہیں بکری ضرور دوں گا۔ یہ کہکر تھوڑا اور نیچے اترا۔ اب وہ دو تہائی کے قریب اتر چکا تھا اس نے نیچے دیکھا جب زمین بالکل قریب نظر آئی تو ڈھارس بندھ گئی اور کہنے لگا دراصل اتنی سی بات کے لئے بکری کی قربانی بھی زیادہ ہے۔ اس لئے میں بکری تو نہیں مرغی ضرور دوں گا۔ یہ کہہ کر پھر اترنا شروع کیا۔ تھوڑا اُتر کر جو نیچے دیکھا تو معلوم ہوا کہ اب زمین تو ایک چوتھائی سے بھی کم رہ گئی ہے۔ اس نے

اطمینان کا سانس لیا

اور کہنے لگا بھلا اتنی سی بات کے لئے کوئی مرغی قربان کرتا پھرتا ہے۔ قربان ہی کرنا ہے تو ایک انڈا کافی ہے۔ یہ کہہ کر پھر اترنے لگا۔ اور جب اُس کے قدم زمین پر آلگے تو اسے انڈے کی قربانی بھی بوجھل معلوم ہوئی۔ سرحد کے پٹھان قصبات میں نہیں رہتے بلکہ پہاڑوں کے اندر ان کے جھونپڑے ہوتے ہیں۔ اور چونکہ پانی کی قلت ہوتی ہے اس لئے ایک دفعہ جو سلوار پہنی گئی تو وہ اسی وقت اترتی ہے جب اس کا تانا بانا الگ الگ ہو جاتا ہے اور جوؤں کی اتنی کثرت ہوتی ہے کہ سلوار کے اندر سر کے بالوں سے بھی ان کی آبادی گنجان ہوتی ہے۔ چنانچہ پٹھان نے اپنے نیفے میں سے ایک جوں نکالی اور مار کر کہنے لگا

جان کے بدلے جان

چلو قربانی ہو گئی۔ یہ لطیفہ ہے تو احمقانہ مگر اس کے اندر ایک حد تک صداقت بھی موجود ہے اور وہ اس طرح کہ ایک وقت انسان پر ایسا آتا ہے کہ وہ اونٹ قربان کرنے کو تیار ہو جاتا ہے۔ لیکن کوئی وقت ایسا ہی آتا ہے کہ وہ جوں بھی قربان نہیں کر سکتا یہ دَور کم و بیش ہر انسان پر ضرور آتے ہیں۔ اور شاید ہی کوئی انسان ہو جو ان حالتوں میں سے نہ گذرا ہو۔ ایک وقت انسان حیرت انگیز قربانی کے لئے آمادہ ہو جاتا ہے۔ مگر دوسرے وقت ایک پیسہ بھی خدا کی راہ میں خرچ کرنا دوبھر سمجھتا ہے اور کبھی انسان کے حالات میں ہی ایسا تغیر آجاتا ہے کہ اُسے قربانی کرنے کی توفیق ہی نہیں رہتی۔ مثلاً ایک شخص کے پاس سو روپیہ موجود ہے اور اس کے دل میں نیکی کا ارادہ بھی ہے۔ مگر وہ اپنے دل میں کہتا ہے چلو پھر نیکی کروں گا اس وقت فلاں سودا کر لوں۔ مگر بعد میں اس پر ایسا وقت آتا ہے کہ چاہے وہ نیکی کرنا چاہے اس کے حالات اس قسم کے ہوتے ہیں کہ وہ نیکی کرنے کے قابل نہیں رہتا۔ پہلی مثال تو دل کی کیفیات بدلنے کی تھی۔ مگر یہ مثال حالات بدلنے کی ہے کہ اس نے

نیکی کے موقعہ کو ضائع کر دیا

اور التوا ہو جانے سے اس کے حالات بدل گئے اور وہ مفلس اور کنگال ہو گیا۔ اُسے چاہیئے تھا کہ جب اس پر نیکی کا دور آیا تھا اُسے قبول کرتا اور اُس سے فائدہ اٹھاتا۔ اور دور اندیشی سے کام لیتے ہوئے اس بات کو سوچتا کہ ممکن ہے کہ کل یہ دَور بدل جائے۔ اور میرے اندر نیکی کرنے کی استعداد نہ رہے۔ پھر بعض لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جن کے قلوب میں نیکی تو ہوتی ہے مگر وہ اپنے خیالات کے ماتحت کھجور سے اترنے والے پٹھان کی طرح اس کے دور کو توجیہات سے ٹلا دیتے ہیں۔ مگر

مومن کا کام ہے

کہ جب اس کو نیکی کا دور ملے وہ اس سے جتنی جلدی ہو سکے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرے تاکہ التوا ہونے کی وجہ سے نیکی سے محروم نہ رہ جائے۔ مومن کی یہ حالت ہوتی ہے کہ بسا اوقات وہ اپنے حالات کے ماتحت ایک ادنےٰ نیکی کا ارادہ کرتا ہے مگر بعد میں اس کے حالات بدل جاتے ہیں اور اسے اعلیٰ نیکی کی توفیق مل جاتی ہے تو وہ اعلیٰ قسم کی نیکی کرتا ہے اور جس نیکی کا اس نے پہلے ارادہ کیا تھا اس کو ادنیٰ ہونے کی وجہ سے ترک کر دیتا ہے۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں جب

غزوۂ تبوک ہؤا

تو اس وقت یہ خبر مشہور ہوئی تھی کہ قیصر کی فوجیں جمع ہو رہی ہیں۔ جو مدینہ پر حملہ کریں گی۔ اس وقت یہ حالت تھی کہ ایک طرف شاہی لشکر تھا۔ اور دوسری طرف مومنین کی ایک چھوٹی سی جماعت۔ گویا جسمانی اور ظاہری طاقت کے لحاظ سے مدینہ کو قیصر کی فوجوں سے کوئی نسبت ہی نہ تھی۔ اور روحانی لحاظ سے قیصر کی فوجوں کو مدینہ سے کوئی نسبت نہ تھی۔ اس زمانہ میں قیصر کی سلطنت بہت وسیع تھی اور یورپ سے ایران تک کا سارا علاقہ اس کے ماتحت تھا۔ ادھر افریقہ میں ایبے سینیا اور مصر وغیرہ اس کے باجگذار تھے۔ اور قیصر کی اپنی فوجیں تو الگ رہیں۔ اس کے ماتحتوں کے پاس بھی چالیس چالیس پچاس پچاس ہزار فوج تھی اور سامانِ جنگ بھی بہت زیادہ تعداد میں تھا۔ ادھر

مسلمانوں کی فوج

کو کیا بلحاظ تعداد اور کیا بلحاظ سامانِ جنگ ان فوجوں سے کوئی نسبت نہ تھی۔ قیصر کے مدینہ پر حملہ کی خبر سن کر کمزور مسلمان تو ڈر رہے تھے۔ لیکن مومن اپنے دلوں میں یہ کہہ رہے تھے کہ اس خطرے کے وقت جو قربانیاں کرنے کا مزا آئے گا۔ وہ اور کہاں آسکتا ہے۔ اسی موقعہ پر حضرت ابو موسےٰ اشعری رضؓ بھی ہجرت کر کے پاپیادہ جوش ایمان کی وجہ سے آگئے تھے۔ ان کے پاس نہ سواری تھی اور نہ دولت۔ وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا یا رسول اللہؐ ہمیں بھی ثواب کا موقعہ مل جائے۔ ہم جنگ میں شامل ہونا چاہتے ہیں لیکن ہمارے پاس تو سواریاں نہیں۔ اس لئے ہمیں کوئی چیز دی جائے جس کے ذریعہ آسانی کے ساتھ ہم سفر کر سکیں۔ ان کے الفاظ سے یہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ انہوں نے سواری ہی مانگی تھی۔ لیکن بعد میں جب کسی شخص نے

حضرت ابو موسےٰ اشعریؓ

سے اس کے متعلق دریافت کیا۔ تو انہوں نے کہا کہ ہم نے سواری نہیں بلکہ چپلیاں مانگی تھیں۔ تاکہ ہم سنگلاخ راستوں پر سفر کر سکیں۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ انہوں نے مانگی تو چپلیں ہوں لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سمجھا ہو کہ یہ سواری مانگ رہے ہیں۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ انہوں سواری ہی مانگی ہو۔ مگر ان کے ذہن میں جو اقل ترین مطالبہ ہو وہ چپلوں ہی کا ہو۔ غرض انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ہمیں سفر کی سہولت کے لئے کوئی چیز دی جائے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی سواری نہ تھی۔ آپؐ نے فرمایا۔ میرے پاس سواری کا کوئی انتظام نہیں۔ انہوں نے پھر اصرار کیا۔ مگر آپؐ نے پھر فرمایا کہ میرے پاس سواری نہیں ہے۔ انہوں نے پھر عرض کیا۔ یا رسول اللہؐ ہمیں کیوں

ثواب سے محروم

کرتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ میرے پاس سواری ہے ہی نہیں تو دوں کہاں سے۔ مگر انہوں نے پھر بھی اصرار کیا۔ اور کہا یا رسول اللہؐ آپؐ تو بادشاہ ہیں بھلا آپؐ کے پاس سواری کیوں نہ ہوگی۔ آپؐ نے جب دیکھا کہ یہ ٹلنے والے نہیں ہیں۔ تو فرمایا خدا کی قسم میں تمہیں سواری نہیں دوں گا۔ اسپر ابو موسےٰ اشعریؓ مایوس ہو کر واپس آگئے۔ مگر تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ کسی مخلص نے لڑائی کے لئے اپنے دو اونٹ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں پیش کئے۔ اور عرض کیا کہ کئی ایسے مسلمان ہیں جن کے پاس سواریاں نہیں ہیں۔ ایسے آدمیوں کو یہ اونٹ دے دیں۔ آپؐ نے پھر ابو موسیٰ اشعری اور ان کے ساتھیوں کو بلایا۔ اور وہ دونوں اونٹ انہیں دے کر فرمایا باری باری سے ان پر سوار ہوتے جانا۔ وہ اونٹ لے کر چلے گئے۔ مگر تھوڑی دیر کے بعد انہیں خیال آیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو قسم کھائی تھی کہ میں تمہیں سواری نہیں دوں گا۔ اور اب دے دی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ بھول گئے ہیں اور

آپؐ کی قسم ٹوٹ گئی ہے

اور اگر آپؐ کی بھول سے ہم نے فائدہ اٹھایا تو ہمارا انجام خراب ہوگا۔ اس لئے ہمیں سواریاں واپس کرنی چاہئیں۔ چنانچہ وہ واپس آپؐ کے

پاس آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ آپؐ نے قسم کھائی تھی۔ کہ میں تمہیں سواری نہیں دوں گا۔ مگر اب آپؐ نے دے دی ہے۔ اس لئے معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ بھول گئے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا مجھے قسم تو یاد ہے۔ مگر بات یہ ہے کہ میں قسم کھاؤں یا قسم کے بغیر کوئی ارادہ کروں جب زیادہ ثواب کا موقعہ آ جائے۔ تو میں اپنے ارادہ میں تبدیلی کر لیتا ہوں۔ میں اپنی قسم کی وجہ سے کسی کو ثواب سے محروم نہیں کرنا چاہتا۔ میں جب کوئی ارادہ کرتا ہوں تو جب اس سے زیادہ بہتر ارادہ میرے دل میں آ جائے تو اسی پر عمل کرتا ہوں۔ کیونکہ اصل غرض تو نیکی ہے۔ جب زائد نیکی کا موقعہ مل جائے تو اس کو ضائع نہیں کرنا چاہیئے۔ اب یہاں

ایک سوال پیدا ہوتا ہے

کہ آپؐ کے پاس سواری تھی ہی نہیں تو آپؐ نے یہ قسم کیوں کھائی کہ خدا کی قسم میں تمہیں سواری نہیں دوں گا۔ قرآن کریم۔ احادیث اور تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ درحقیقت آپؐ کے پاس سواری تھی ہی نہیں۔ اور قسم کے معنے یہ ہیں کہ کوئی چیز موجود ہو اور دینے سے انکار کر دیا جائے۔ اب کیا کوئی یہ قسم کھا سکتا ہے کہ میں چاند کے پاس نہیں جاؤں گا۔ یا میں سورج کے پاس نہیں جاؤنگا۔ یا کوئی قسم کھاتا ہے کہ میں ایک ہی دفعہ ہاتھی نہیں نگلوں گا۔ اسی طرح سوال یہ ہے کہ جب آپؐ کے پاس سواری ہی نہ تھی۔ تو آپؐ نے قسم کیوں کھائی۔ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ غیر متمدن اور غیر مہذب لوگ دوسرے کی بات کا اعتبار نہیں کرتے۔ جب تک قسم نہ کھائی جائے۔ ہمارے پاس بعض اوقات ایسے لوگ آتے رہتے ہیں۔ جو کہتے ہیں۔ کہ ہمارا فلاں کام کرا دیں۔ ہم کہتے ہیں یہ کام ہم نہیں کر سکتے۔ وہ کہتے ہیں آپ سب کچھ کر سکتے ہیں گویا ہم کام تو کر سکتے ہیں۔ مگر جھوٹ بولتے ہیں کہ ہم نہیں کر سکتے۔ اسی طرح وہ لوگ بھی غیر متمدن اور غیر مہذب تھے۔ وہ نئے نئے آتے تھے اور ان کو

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت

وقار۔ عظمت اور اعلےٰ اخلاق کا پتہ نہ تھا۔ جب آپؐ نے اُن سے فرمایا کہ میرے پاس سواری نہیں ہے تو انہوں نے سمجھا کہ سواری تو ہے۔ مگر آپؐ انکار کر رہے ہیں۔ اس لئے اصرار کیا۔ کہ آپؐ تو بادشاہ ہیں آپؐ کے پاس سواریاں کیوں نہ ہوں گی۔ مزید یہ کہ عرب لوگوں کی عادت ہے کہ ان کی کسی بات پر تسلی نہیں ہو سکتی۔ جب تک قسم نہ کھائی جائے۔ معمولی معمولی باتوں پر وہ واللہ باللہ ثم تاللہ کہتے رہتے ہیں۔ اس لئے ان کے سواری مانگنے کے اصرار کا ایک ہی جواب تھا۔ کہ آپؐ قسم کھاتے۔ چونکہ ان لوگوں نے آپؐ کے جواب کو عذر اور بہانا سمجھا تھا اس لئے آپؐ نے ان کی تسلی کے لئے اور پیچھا چھڑانے کے لئے قسم کھائی وہ چلے گئے تو سواری بھی آ گئی اور آپؐ نے دوبارہ ان کو بلا کر سواری دے دی۔ پس وہ قسم اس لئے تھی کہ میرا وقت ضائع نہ کرو۔ اور اصرار نہ کرو۔ اور سواری آپؐ نے اس لئے دے دی کہ

یہ نیکی کا موقعہ تھا

اور آپؐ اس موقعہ کو ضائع نہیں کرنا چاہتے تھے۔ پس جب کسی انسان کے دل میں نیکی کرنے کا ارادہ پیدا ہو تو اس کو ضائع نہیں کرنا چاہیئے بلکہ اس سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ کیونکہ ممکن ہے وہ موقعہ گزر جائے اور پھر توفیق نہ مل سکے۔ پس میں دوستوں کو نصیحت کرتا ہوں۔ کہ جب نیکی کا دور تم پر آئے تو اس سے فائدہ اٹھاؤ جب تم نیکی کے ایک دور سے فائدہ اٹھاؤ گے تو تمہارے لئے نیکی کا اگلا دور بہت سہل ہو جائے گا۔

*

حضرت مسیح علیہ السلام اور تمثیلات

مکرم راجہ نصیر احمد صاحب ناصر

(قسط نمبر ۲)

حضرت مسیح علیہ السلام نے اپنے اس قول میں اندھے۔ لنگڑے، کوڑھی، بہرے اور مردے کے الفاظ بطور استعارہ کے استعمال کئے ہیں۔ جیسا کہ بعض دوسرے مقامات پر بھی انہوں نے یہی الفاظ بطور استعارہ استعمال کئے ہیں اور ہمارے پاس کوئی ایسا قرینہ موجود نہیں جس سے ہم ایک جگہ حقیقت مراد لیں اور دوسری جگہ استعارہ قرار دیں۔

چنانچہ بعض دوسرے حوالے جہاں یہی الفاظ استعارۃً استعمال کئے گئے درج ذیل ہیں:۔

(۱) "اے اندھے راہ بتانے والو تم پر افسوس"۔ (متی ۲۳/۱۶)

(۲) "اے احمقو اور اندھو سونا بڑا ہے یا مقدس"۔ (متی ۲۳/۱۷)

(۳) "وہ اندھے راہ بتانے والے ہیں۔ اور اگر اندھے کو اندھا راہ بتائے گا تو وہ دونوں گڑھے میں گریں گے"۔ (متی ۱۵/۱۴)

(۴) "اے اندھے راہ بتانے والو جو مچھر کو تو چھانتے ہو اور اونٹ کو نگل جاتے ہو"۔ (متی ۲۳/۲۴)

ان کے علاوہ بھی بہت سے حوالے ہیں جہاں اندھے کا لفظ بطور استعارہ کے بولا گیا ہے۔ اور مراد اس سے روحانی اندھے ہیں۔

پس کوئی وجہ نہیں کہ ان حوالہ جات کی موجودگی میں حضرت مسیح علیہ السلام کے ہاتھ سے شفا پانے والے اندھوں کو سچ مچ کا اندھا قرار دیا جائے۔ اصل بات یہی ہے کہ وہ بھی روحانی اندھے تھے اور روحانی بصیرت حضرت مسیح علیہ السلام سے انہوں نے حاصل کی تھی۔ اور یہی حضرت مسیح علیہ السلام کا اصل مشن تھا نہ یہ کہ وہ کسی ڈاکٹر یا جادوگر کے طور پہ مبعوث ہوئے تھے۔

جہاں تک مردے زندہ کرنے کا تعلق ہے اس سے بھی مراد روحانی مردے ہیں یعنی وہ لوگ جو اخلاقی لحاظ سے مر چکے تھے اور جن میں دینداری نام کو بھی نہ رہی تھی۔ اور ان کی روح مر چکی تھی۔ اسی لئے ان کو مردہ کہا گیا ہے اور ایسے مُردے تمام نبیوں کے وقت میں زندہ ہوتے ہیں۔ حضرت مسیح علیہ السلام کی کوئی خصوصیت اس میں نہیں ہے۔

اس بات کا ثبوت کہ یہاں پہ مردوں سے مراد روحانی مردے ہیں نہ کہ جسمانی خود حضرت مسیح علیہ السلام کا ایک قول ہے۔ جس میں انہوں نے چلتے پھرتے اور کام کرتے لوگوں کو مردہ کہا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ:۔

"اس نے کہا اے خداوند مجھے اجازت دے کہ پہلے اپنے باپ کو دفن کروں۔ اس نے اس سے کہا کہ مردوں کو اپنے مردے دفن کرنے دے۔ لیکن تو جا کر خدا کی بادشاہی کی خبر پھیلا"۔

(لوقا ۱۰/۵۹-۶۰)

اس حوالہ میں حضرت مسیح علیہ السلام کا یہ فقرہ "مردوں کو اپنے مردے دفن کرنے دے" سارا عقدہ حل کر دیتا ہے۔ کہ مسیح علیہ السلام نے جو مردے زندہ کئے وہ بھی ایسے ہی تھے جو چلتے پھرتے اور کام کرتے تھے۔

پس مسیح علیہ السلام کے اس قول میں بھی کہ "مردے زندہ کئے جاتے ہیں" یہی مراد ہے کہ جو لوگ روحانیت کے لحاظ سے مر چکے ہیں ان کو از سرِ نو روحانی زندگی دیتا ہوں اور یہی انبیاء کا کام ہوتا ہے۔ نہ یہ کہ قبرستانوں میں جا کر مردے زندہ کرتے پھریں۔

پھر حضرت مسیح علیہ السلام کا مردے زندہ کرنا تاریخی لحاظ سے بھی ثابت نہیں ہے۔ کیونکہ اگر ایسا واقعہ ہوتا تو لازماً تاریخ کی دوسری کتب میں بھی اس کا ذکر ہوتا۔ کوئی تاریخ دان اسے فراموش نہیں کر سکتا تھا۔ اگر حضرت مسیح علیہ السلام نے حقیقتاً مردے زندہ کئے ہوتے تو یہود کی مجال نہ تھی کہ وہ انکار کرتے۔ کیونکہ اس صورت میں وہ لوگ جو مرنے کے بعد زندہ ہوئے تھے ان کو بتا دیتے کہ یہ اپنے دعوے میں بالکل سچا ہے۔ اور اس کے انکار سے عذاب ملتا ہے۔ مگر ایسی کوئی بات بھی تاریخ سے پتہ نہیں چلتی۔

پھر یہود بھی اتنے بے وقوف تو نہ تھے کہ وہ مسیح علیہ السلام سے اپنے مرے ہوئے عزیزوں اور رشتہ داروں کو زندہ نہ کرا لیتے۔ وہ خواہ ایمان نہ لاتے پر یہ کام تو کروا سکتے تھے مگر ایسا بھی نہیں ہوا۔

پس یہ خیال کہ مسیح علیہ السلام جسمانی مردے زندہ کرتے تھے خلافِ عقل و نقل ہے۔

عیسائی حضرات مسیح علیہ السلام کے

درخواستِ دُعا

ربوہ ۱۶ مارچ۔ میرا چھوٹا بچہ محمد الطاف کل سے قے اور دستوں کی وجہ سے سخت نڈھال ہو گیا ہے۔ اور ساتھ ہی بخار بھی ہے۔ اس وقت بھی طبیعت بہت زیادہ خراب ہے۔ احباب جماعت سے درخواستِ دعا ہے۔ (محمد نواز مومن۔ ربوہ)

برائے توجہ انسپکٹران تحریک جدید

مغربی پاکستان کے جملہ انسپکٹران تحریک جدید کو ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ اپنے اپنے حلقہ میں ضروری کاموں سے فارغ ہو کر مجلس مشاورت سے پہلے ۲۴ مارچ ۱۹۶۵ء تک مرکز میں پہنچ جائیں۔

وکیل المال اوّل تحریک جدید

مردہ زندہ کرنے کے سلسلہ میں انجیل سے جو حوالے پیش کرتے ہیں۔ وہ بجائے خود محل نظر ہیں۔ مثلاً انجیل متی کا یہ حوالہ ہے:۔

"وہ ان سے باتیں کہہ ہی رہا تھا کہ دیکھو ایک سردار نے آکر اسے سجدہ کیا اور کہا میری بیٹی ابھی مری ہے۔ لیکن تو چل کر اپنا ہاتھ اس پہ رکھ تو وہ زندہ ہو جائے گی....

.....اور جب یسوع سردار کے گھر آیا اور بانسلی بجانے والوں اور بھیڑ کو غل مچاتے دیکھا تو کہا ہٹ جاؤ۔ کیونکہ یہ لڑکی مری نہیں بلکہ سوتی ہے وہ اس پہ ہنسنے لگے مگر جب بھیڑ نکال دی گئی تو اس نے اندر جا کر اس کا ہاتھ پکڑا اور لڑکی اٹھی اور اس بات کی شہرت تمام علاقہ میں پھیل گئی"۔

(متی ۱۰/۱۸-۲۵)

اس حوالہ سے یہ استدلال کرنا۔ کہ مسیح علیہ السلام نے جسمانی مردے زندہ کئے درست نہیں۔ کیونکہ وہ لڑکی مردہ نہ تھی بلکہ بقول حضرت مسیح علیہ السلام کے سوتی تھی۔

پس اگر مردے زندہ کرنے سے مراد سوتے کو جگانا ہے تو یہ تو ہم بھی تسلیم کرتے ہیں اور اگر کہو کہ حقیقتاً مردہ کو زندہ کر دیا تو وہ کم از کم اس حوالے سے تو پتہ نہیں چلتا۔ بلکہ اس سے تو صرف اس قدر پتہ چلتا ہے کہ وہ لڑکی اخلاقی موت مر چکی تھی اور بُرے کام کرتی تھی جس پر اس کے والد نے حضرت مسیح علیہ السلام سے کہا کہ اگر آپؑ اس پہ اپنا دست شفقت رکھیں اور وعظ و نصیحت کریں تو وہ اچھی ہو سکتی ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

اگر حضرت مسیح علیہ السلام جسمانی مردے زندہ کرتے ہوتے تو وہ حضرت یوحنا کو ضرور زندہ کرتے۔

چنانچہ انجیل میں لکھا ہے:۔

"...... اور آدمی بھیج کر یوحنا کا سر کٹوا دیا۔ ...... اور اس کا سر تھال میں لایا گیا۔ اور لڑکی کو دیا گیا۔ اور وہ اسے اپنی ماں کے پاس لے گئی اور اس کے شاگردوں نے آکر لاش اٹھالی اور اسے دفن کر دیا اور جا کر یسوع کو خبر دی۔ جب یسوع نے یہ سنا تو وہاں سے کشتی پہ الگ کسی ویران جگہ کو روانہ ہوا"۔

حضرت یوحنا حضرت مسیح کے پیش رو اور استاد تھے۔ اور حضرت مسیح نے ان سے بپتسمہ بھی لیا تھا۔ اور جب مسیح علیہ السلام کو ان کے فوت ہونے کی خبر ملی تو مسیح علیہ السلام کو افسوس ہوا اور اسی غم کو غلط کرنے کے لئے وہ کشتی پہ سوار ہو کر کسی ویرانے کی طرف روانہ ہو گئے۔

پس کوئی وجہ نہ تھی کہ حضرت مسیح علیہ السلام حضرت یوحنا کو زندہ نہ کرتے۔ یا اگر حضرت مسیح علیہ السلام نے کسی مصلحت کی بناء پہ ایسا نہ بھی کرنا ہوتا تو بھی شاگردوں کے لئے ضروری تھا کہ وہ ان سے درخواست تو کرتے مگر انہوں نے بھی ایسی کوئی درخواست نہیں کی بلکہ دفن کرنے کے بعد ان کو اطلاع دی۔

پس اس سے واضح ہوتا ہے۔ کہ شاگرد بھی یہ نہ سمجھتے تھے۔ کہ مسیح علیہ السلام مردے زندہ کرتے ہیں۔ ورنہ اگر ان کے علم میں ہوتا کہ مسیح علیہ السلام مردے زندہ کرتے ہیں تو وہ ضرور حضرت یوحنا کو زندہ کروانے کی کوشش کرتے اور حضرت مسیح علیہ السلام انہیں زندہ کر بھی دیتے۔ کیونکہ وہ سردار کی لڑکی سے زیادہ اس بات کے حقدار تھے۔

اصل بات یہی ہے کہ اس قسم کے واقعات اور مسیح علیہ السلام کے اقوال کو جو کہ تمثیل۔ استعارہ اور مجاز پر مشتمل ہیں ہرگز ظاہر پہ محمول نہ کرنا چاہیئے۔ بلکہ استعارہ کے مطابق ان کی تفسیر کرنی چاہیئے۔ جیسے کہ خود مسیح علیہ السلام نے بھی اپنی بعض تمثیلات کی تفسیر اپنے حواریوں کے سامنے بیان کی۔ ورنہ اگر ان واقعات و اقوال کو ظاہر پہ محمول کرنا شروع کیا گیا تو خود عیسائی حضرات کے لئے بہت سی الجھنیں پیدا ہو جائیں گی اور انہیں اپنا رائی بھر ایمان ثابت کرنے کے لئے بھی پہاڑوں کو چلا کر سمندروں میں ڈالنا پڑے گا۔

پس اصل حقیقت یہی ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی شخصیت۔ تمثیلات، مجازات اور استعارات کے پردوں میں چھپی ہوئی ہے۔ ایک تو ویسے ہی تاریخی لحاظ سے حضرت مسیح علیہ السلام کی زندگی کے پورے حالات کا علم نہیں ہو سکا۔ دوسرے جو واقعات معلوم تھے وہ بھی انجیل کے طرز بیان کی نظر ہو گئے ہیں۔

اگر حضرت مسیح علیہ السلام کی تصویر کو تمثیل اور مجاز کے پردے ہٹا کر دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ آپؑ اللہ تعالیٰ کے ایک عاجز بندے اور اس کے رسول تھے۔ اور بس۔

چنانچہ انجیل میں لکھا ہے۔ کہ:۔

"پھر یسوع اور اس کے شاگرد قیصریہ فلپی کے گاؤں میں چلے گئے اور راہ میں اس نے اپنے شاگردوں سے یہ پوچھا کہ لوگ مجھے کیا کہتے ہیں؟۔ انہوں نے جواب دیا کہ یوحنا بپتسمہ دینے والا اور بعض ایلیاہ اور بعض نبیوں میں سے کوئی۔ اس نے ان سے پوچھا لیکن تم مجھے کیا کہتے ہو۔ پطرس نے جواب میں اس سے کہا تو مسیح ہے"۔

(مرقس ۸/۲۷-۳۰)

اسی طرح ایک دفعہ ایک آدمی آپؑ کے پاس آیا اور اس نے کہا:۔

"اے نیک اُستاد میں کیا کروں کہ ہمیشہ کی زندگی کا وارث بنوں۔ یسوع نے اس سے کہا کہ تو مجھے نیک کیوں کہتا ہے؟ کوئی نیک نہیں مگر ایک یعنی خدا"۔

(مرقس ۱۰/۱۷-۱۸)

ان حوالجات سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مسیح علیہ السلام خدا کے نبی اور ایک عاجز انسان تھے جو کہ اپنی عاجزی کی وجہ سے اپنے نیک ہونے کی بھی نفی کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ کامل نیک یعنی تمام عیوب سے پاک تو صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہی ہے۔ اور خود اپنی بندگی کا اعتراف کرتے ہیں۔

پس عیسائی صاحبان کی خدمت میں درد بھرے دل سے یہ گذارش ہے کہ وہ انجیل کو غور سے پڑھیں اور غلط عقائد کو ترک کر دیں اور تمثیلات اور مجازات کے دھوکے میں نہ پڑیں۔ اور اصلیت کو سمجھنے کی کوشش کریں۔

اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کو ہدایت کی راہ دکھائے۔ اور انجیل کی بیان کردہ اُن پیش گوئیوں پر ایمان لانے کی توفیق دے جو پوری ہو چکی ہیں۔ آمین

احیائے موتیٰ اور خلق طیر

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تحریر فرماتے ہیں:۔

"رہا حضرت عیسیٰؑ کا احیائے موتیٰ۔ اس میں روحانی احیاء موتیٰ کے تو ہم بھی قائل ہیں۔ اور ہم مانتے ہیں کہ روحانی طور پر مُردے زندہ ہوا کرتے ہیں اور اگر یہ کہو کہ ایک شخص مر گیا۔ اور پھر زندہ ہو گیا۔ تو یہ قرآن شریف یا احادیث سے ثابت نہیں ہے اور ایسا ماننے سے پھر قرآن شریف اور احادیث نبوی گویا ساری شریعتِ اسلام ہی کو ناقص ماننا پڑے گا۔ کیونکہ رد الموتیٰ کے متعلق مسائل نہ قرآن شریف میں ہیں نہ حدیث نے کہیں ان کی صراحت کی ہے۔ اور نہ فقہ میں کوئی بات اس کے متعلق ہے۔ غرض کسی نے بھی اس کی تشریح نہیں کی۔ اس طرح پر یہ مسئلہ بھی صاف ہے۔

پھر ان کا جانور بنانا ہے سو اس میں بھی ہم اس بات کے تو قائل ہیں کہ روحانی طور سے معجزہ کے طور پر درخت بھی ناچنے لگ جاوے تو ممکن ہے۔ مگر یہ کہ انہوں نے چڑیاں بنا دیں اور انڈے بچے دے دیئے اس کے ہم قائل نہیں ہیں اور نہ قرآن شریف سے ایسا ثابت ہے"۔

(ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد پنجم ص ۳۴۸-۳۴۹)

چندہ جلسہ سالانہ

اس چندہ کے لئے بار بار یاددہانی کرانے پر مجبور ہوں۔ کیونکہ اس سال چندہ جلسہ سالانہ کی وصولی معیار سے بہت کم ہے۔ اور بعض جماعتوں نے جن میں چند بڑی بڑی جماعتیں بھی شامل ہیں اس چندہ کی وصولی کی طرف پوری توجہ نہیں کی۔ جبکہ بہت سی جماعتوں نے ایک بڑی حد تک اپنی ذمہ داری ادا کر دی ہے۔ ایسی جماعتوں کی فہرستیں قبل ازیں شائع کی جاتی رہی ہیں۔ تا بزرگان سلسلہ اور احباب جماعت ان کے لئے دعا فرما دیں۔ اور پیچھے رہنے والی جماعتوں کو بھی اپنی ذمہ داری ادا کرنے کی ترغیب ہو۔ پچھلی فہرست شائع ہونے کے بعد جن جماعتوں کی وصولی کسی معیار کو پہنچ چکی ہے ان کے نام نیچے درج ہیں۔ ان جماعتوں کی فہرست حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں بھی دعا کے لئے پیش کی جا رہی ہے۔

چندہ جلسہ سالانہ لازمی چندہ ہے۔ اسی طرح چندہ عام یا حصہ آمد۔ اس غرض کو چندہ عام کی شرح بڑھا کر بھی پورا کیا جا سکتا تھا۔ لیکن حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اسے پسند نہ کیا۔ اور فرمایا کہ

"حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جلسہ سالانہ کو ایک مستقل کام قرار دیا ہے۔ اور فرمایا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کے حکم سے یہ سلسلہ جاری کیا گیا ہے۔ پس اگر چندہ جلسہ سالانہ کو الگ رکھا جائے۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس زور دینے کی وجہ سے کہ ہمارا جلسہ دوسرے لوگوں کے جلسوں کی طرح نہیں مومنوں کا اس چندہ میں حصہ لینا ان کے ایمانوں کو ہمیشہ تازہ کرنے کا موجب بنا رہے گا۔"

(رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۴۳ء)

پس جن جماعتوں کی چندہ جلسہ سالانہ کی وصولی بجٹ سے بہت کم ہے۔ ان کے عہدہ داروں کو چاہیئے۔ کہ اب جبکہ سال ختم ہونے میں صرف مہینہ ڈیڑھ رہ گیا ہے۔ پوری پوری کوشش کریں کہ ان کی جماعت کا کوئی فرد اپنا ایمان تازہ کرنے سے محروم نہ رہے۔ (ناظر بیت المال)

ا۔ سو فیصدی ادائیگی کرنے والی جماعتیں

ضلع جھنگ:۔ دار العلوم غربی (ربوہ)
ضلع سرگودھا:۔ چک ۳۵/ج۔ چک ۴۲/ج۔
ضلع لائل پور:۔ چک ۶۱/ج ب دھرنڈ۔ چک ۲۸۵/ر ب۔ چک ۶۱/ر ب بیدیانوالہ۔ چک ۶۷/ر ب ماہل چک کلاں۔ چک ۶۶۹/گ ب۔
ضلع گوجرانوالہ:۔ گکھڑ منڈی
ضلع گجرات:۔ ملک وال۔
ضلع سیالکوٹ:۔ ڈھریانوالہ۔ راؤکے۔ کنجروڑ۔ کوٹ نیناں۔
ضلع اٹک:۔ کوٹ فتح خاں
ضلع مظفر گڑھ:۔ چک ۳۷۵/ٹی۔ ڈی۔ اے
ضلع ملتان:۔ کوٹھیوالہ چاہ جیون سنگھ
ضلع منٹگمری:۔ چھانگا۔ چک ۵۰/۱۲۔ایل۔
ضلع رحیم یار خاں:۔ بستی بابا جھنڈا۔
ضلع نواب شاہ:۔ قمرآباد۔ گوٹھ حاجی انور علی۔ گوٹھ بوٹے خاں۔
ضلع تھرپارکر:۔ کریم نگر فارم

ب۔ نوّے فی صدی سے زائد ادائیگی

ضلع جھنگ:۔ دار النصر شرقی (ربوہ)
ضلع سرگودھا:۔ خوشاب۔ مڈھ رانجھا۔
ضلع لائل پور:۔ سمندری۔ تاندلیانوالہ۔
ضلع لاہور:۔ کوچہ چابکسواراں۔ ماڈل ٹاؤن۔ گوجر۔
ضلع شیخوپورہ:۔ چک ۱۳۰ چیلے کے۔
ضلع سیالکوٹ:۔ بدوملہی۔ ساہووالی
ضلع جہلم:۔ دوالمیال۔
ضلع ملتان:۔ دنیاپور
ضلع منٹگمری:۔ دیپالپور۔ ایلی پلاٹ
ضلع خیرپور:۔ کرونڈی
ضلع نواب شاہ:۔ نواب شاہ۔ رحمٰن آباد

ج۔ اسّی فی صدی سے زائد وصولی

ضلع سرگودھا:۔ چک ۸۶،۸۷ ش۔ چک ۹۸ ش۔
ضلع لائل پور:۔ چک ۴۴/ج ب سرشمیر روڈ۔ چک ۱۰۸/ج ب ٹمونڈی۔
ضلع لاہور:۔ مزنگ۔
ضلع سیالکوٹ:۔ مہدی پور کھوکھووالی۔ غیظ فتح گڑھ۔
ضلع گجرات:۔ مرالہ۔
ضلع ہزارہ:۔ مانسہرہ۔
ضلع ملتان:۔ پیراں غائب
ضلع سکھر:۔ سکھر شہر۔
ضلع نواب شاہ:۔ گوٹھ جالپور۔ مورو محراب پور
ضلع تھرپارکر:۔ ناصر آباد اسٹیٹ۔ نور نگر فارم۔

ولادت

(۱) برادرم اصغر علی صاحب اختر آف احمد نگر ضلع جھنگ کو مورخہ ۴/۳/۶۵ بروز جمعرات اللہ تعالیٰ نے پہلا فرزند عطا فرمایا ہے جو مکرم چوہدری رحمت اللہ صاحب چک ۹۳/ج۔ب ضلع مظفر گڑھ کا پوتا اور مکرم الحاج مولوی عطاء اللہ صاحب کلیم مبلغ گھانا مغربی افریقہ کا نواسہ ہے۔

بزرگان سلسلہ اور درویشان قادیان سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو خادم دین اور والدین کے لئے قرۃ العین بنائے۔ آمین (ایم۔ ایس اختر ربوہ)

(۲) اللہ تعالیٰ نے میرے بیٹے عزیز مبارک احمد کو جو محکمہ زراعت بہاولپور میں ہیں۔ مورخہ ۲۷ فروری ۱۹۶۵ء کو اپنے فضل سے ایک بیٹے اور ایک بیٹی کے بعد یہ تیسری بچی عطا فرمائی ہے۔ احباب سے درخواستِ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ نومولودہ کو اپنے خاندان کے لئے موجب برکت بنائے۔ (جمعدار فضل الدین۔ ربوہ)

درخواستہائے دعا

- میری بڑی ہمشیرہ صاحبہ لاہور میں آجکل بہت بیمار ہیں۔ طبیعت زیادہ خراب ہے۔ احباب سے درخواستِ دعا ہے۔ (سعادت احمد خاں کلرک وکالتِ دیوان ربوہ)
- ہمارے ایک غیر احمدی دوست کے والد صاحب کافی عرصہ سے بیمار ہیں۔ (چوہدری مسعود احمد معرفت راجپوت فلور ملز سمندری ٹاؤن)
- میری والدہ۔ بھائی۔ بھتیجہ اور بہن سخت بیمار ہیں۔ احباب ان سب کے لئے دعا فرما دیں۔ (امۃ الرشید کوئٹہ چھاؤنی)

ضروری اور اہم خبروں کا خلاصہ

★ نوٹنگھم ۱۵ مارچ۔ مقبوضہ کشمیر کے سابق وزیر اعظم شیخ محمد عبد اللہ نے کل یہاں کہا کہ تنازعہ کشمیر صرف غیر جانبدارانہ رائے شماری کے ذریعہ حل کیا جاسکتا ہے آپ نے یہاں آباد کشمیری باشندوں کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ میں ۱۹۳۱ء سے کشمیریوں کے حق خود ارادیت کے لئے جنگ لڑ رہا ہوں اس زمانہ میں ابھی پاکستان اور بھارت بھی آزاد نہیں ہوئے تھے آپ نے اعلان کیا کہ میں آزادیٔ کشمیر کی جدوجہد جاری رکھوں گا۔ تاہم میرے دل میں کسی کے خلاف نفرت نہیں ہے۔

شیر کشمیر شیخ محمد عبد اللہ کل لنڈن سے نوٹنگھم پہنچے جہاں کشمیری باشندوں کی ایک بڑی تعداد آباد ہے۔ شیخ صاحب کا یہاں پر جوش خیر مقدم کیا گیا۔ آپ نے یہاں ایک جلسہ عام سے خطاب کیا اور حق خود ارادیت کی حمایت کرتے ہوئے اپنی جدوجہد جاری رکھنے کے عزم کا اعلان کیا آپ نے کہا گزشتہ گیارہ سال تک مجھے نظر بند رکھنے کے باوجود بھارت نے کشمیر سے متعلق اپنی پالیسیوں سے کوئی فائدہ نہیں اٹھایا۔ آپ نے کہا کہ پاکستان اور بھارت کے اقتصادی و دفاعی مفادات مشترک ہیں۔ اس لئے یہ امر ناگزیر ہے کہ مسئلہ کشمیر کو حل کیا جائے جو دونوں ملکوں کے درمیان سب سے بڑی وجہ تنازعہ ہے آپ نے کہا کہ اس مسئلہ کو صرف رائے شماری کے ذریعہ حل کیا جاسکتا ہے۔

▬ لاہور۔ ۱۵ مارچ۔ مقبوضہ کشمیر میں مسٹر غلام صادق کی کٹھ پتلی حکومت نے دلی کے حکمرانوں کے اشاروں پر کشمیر کو بھارت میں ضم کرنے کے لئے جو اوچھے ہتھکنڈے استعمال کئے ہیں۔ اس سے مقبوضہ کشمیر کی سیاسی زندگی مفلوج ہو کر رہ گئی ہے جنگ بندی لائن کے دونوں طرف کے سیاسی مبصرین نے خیال ظاہر کیا ہے کہ ان ہتھکنڈوں سے صادق حکومت کی زندگی بھی ختم ہونے کو ہے اور ہوسکتا ہے کہ وہ آئندہ چند دن میں دم توڑ دے

وادیٔ جنت نظیر کے مختلف حصوں سے جو اطلاعات یہاں پہنچی ہیں۔ ان کے مطابق محاذ رائے شماری کے مختلف رہنماؤں کی گرفتاری سے یہاں شدید غم و غصہ کا اظہار کیا جا رہا ہے وادی کے باشندے انتہائی کرب اور بے چینی کا اظہار کر رہے ہیں۔

● ملتان۔ ۱۴ مارچ۔ مرکزی وزیر قانون شیخ خورشید احمد نے کہا ہے کہ ادب زندگی کا عکاس ہونا چاہیئے وہ گزشتہ روز یہاں جشن فرید کا افتتاح کر رہے تھے جو ابن قاسم سٹیڈیم میں منعقد ہو رہا ہے انھوں نے ادیبوں پر زور دیا کہ وہ ادب کو زندگی کی عکاسی ایسے بلند اور ارفع مقصد کے لئے استعمال کریں اور قومی زبان کو اتنا وسیع اور پر معنے بنائیں کہ وہ زندگی کی انتہائی گہرائیوں اور باریکیوں کو کسی مشکل کے بغیر بیان کرنے کے قابل ہو سکے۔

شیخ خورشید احمد نے کہا کہ کوئی تمدن اپنے ماضی کو ٹھکرا کر زندہ نہیں رہ سکتا، انھوں نے کہا کہ ہمیں اپنے تمدن کو اجاگر کرنا چاہیئے لیکن اس طرح کہ اس سے ہماری قومی یک جہتی۔ ملی وحدت اور ملکی صلاحیتیں انتشار اور پراگندگی کا شکار نہ ہو جائیں۔

● لاہور ۱۵ مارچ۔ مرکزی وزیر تعلیم مسٹر اے ٹی ایم مصطفٰی نے کہا ہے کہ نوع انسانی کی بقاء اور ارتقاء کی ضمانت اسی میں ہے کہ زندگی کے متعلق وہ نقطۂ نظر اختیار کیا جائے جو اسلام نے ہمیں دیا ہے وہ کل یہاں بارہویں پاکستان فلسفہ کانگریس میں صدارتی تقریر کر رہے تھے انھوں نے کہا کہ انسان اب اس منزل پر پہنچ چکا ہے جہاں وہ اپنی تخلیق کے بارے میں جستجو اور تحقیق میں مصروف ہے اور اس مقصد کے لئے وہ مادی ذرائع استعمال کر رہا ہے حالانکہ اس مقصد کے لئے اسے روحانی اور اخلاقی قوت اور روشن ضمیری کی ضرورت ہے!

ماں باپ بچوں کی تربیتِ روحانی کے اسی طرح ذمہ دار ہیں جس طرح ان کی تربیت جسمانی کے

ضروری ہے کہ بچوں کو دوسروں کے اثرات قبول کرنے سے بچایا جائے اور اپنے خیالات سے متاثر کیا جائے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز تربیتِ اولاد کے ضمن میں والدین کی خصوصی ذمہ داری کو واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"مجھے اس سے خاص دلچسپی ہے اور میں نے اس سوال کا طبعی اور طبی اور اخلاقی طور پر بھی مطالعہ کیا ہے اور اس مطالعہ کے بعد میں علیٰ وجہ البصیرت اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ ہماری شریعت کا حکم اس امر میں بہترین حکم ہے اور وہ یہ ہے کہ ماں باپ اپنے بچوں کی تربیت روحانی کے بھی اسی طرح ذمہ دار ہیں جس طرح کہ ان کی تربیت جسمانی کے بلکہ اس سے بھی زیادہ۔

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو فرماتا ہے قوا انفسکم واھلیکم نارا۔ اپنے آپ کو بھی اور اپنے اہل و عیال کو بھی دوزخ کی آگ سے بچاؤ اور فرماتا ہے وامر اھلک بالصلوٰۃ واصطبر علیھا اپنے اہل کو نماز کا حکم دے اور اس پر اصرار کر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کلکم راع وکلکم مسئول عن رعیتہٖ۔ تم میں سے ہر ایک شخص ایک چرواہے کی حیثیت رکھتا ہے اور اس سے ان لوگوں کی روحانی تربیت کے متعلق سوال کیا جائے گا۔ جو اس کے نیچے رکھے گئے تھے جس طرح کہ مالک اپنے چرواہے سے جانوروں کے متعلق دریافت کرتا ہے کہ اس نے ان کو کس حالت میں رکھا۔ حدیث میں آتا ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کے نواسہ کھانا کھانے لگے تو آپ نے ان کو باوجود چھوٹی عمر کے نصیحت کی کہ کل بیمینک مما یلیک دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے سامنے سے کھاؤ اور ایک دفعہ زکوٰۃ کی ایک کھجور آپ کے نواسہ نے مونہہ میں ڈال لی تو آپ نے مونہہ میں انگلی ڈال کر زور سے کھینچ کر نکال لی اور فرمایا آلِ محمد پر صدقہ حرام کیا گیا ہے۔ اسی طرح آپ نے فرمایا کہ بچہ کو دینی امور پر کاربند کرنے کے لئے اگر سختی بھی کی جائے تو مناسب ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا واقعہ ہے کہ ایک دفعہ آپ کے چھوٹے بچہ ہمارے چھوٹے مرحوم بھائی نے پانچ چھ برس کی عمر میں قرآن کریم کے متعلق کہہ دیا تھا کہ اسے پرے ہٹا دو۔ تو آپ نے اس کے اس زور کا تھپڑ مارا کہ اس کے جسم پر نشان پڑ گیا۔ حالانکہ آپ مارنا تو الگ رہا سختی سے کلام کرنا بھی بچوں کے لئے مضر سمجھتے تھے۔

اصل بات یہ ہے کہ جبر اس وقت ہوتا ہے جب کہ مستقل رائے کے خلاف ہو لیکن بچپن کی عمر میں مستقل رائے نہیں ہوتی بلکہ وہ اثر کی عمر ہوتی ہے جس میں بچہ دوسرے کے اثر قبول کرتا ہے پس اس وقت ماں باپ کا ان کو چھوڑ دینا ایسا ہی ہے جیسے خود کو کسی درندہ کے آگے ڈال دینا اگر وہ اپنا اثر نہیں ڈالیں گے تو دوسرے اپنا اثر ڈالیں گے یہ ناممکن ہے کہ اس عمر میں بچہ کوئی اپنی رائے قائم کرے یا اپنے دل کو خالی رکھ سکے وہ ضرور دوسروں کا اثر قبول کرے گا اور اگر اس کے والدین اپنا اثر اس پر نہیں ڈالیں گے تو اور لوگ آسانی سے اس پر اپنا اثر ڈال سکیں گے پس اگر اس تربیت کا نام جبر بھی رکھ لیا جائے تو بھی والدین کے علیحدہ ہونے سے اس جبر میں تو کوئی کمی نہ آئی صرف یہ فرق ہوا کہ ان کے جبر کی بجائے دوسروں نے جبراً اپنے خیالات ان سے منوا لئے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ہر ایک بچہ یولد علی فطرۃ الاسلام فابواہ یہودانہ وینصرانہ ہر بچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے ماں باپ اسے یہودی یا نصرانی بنا دیتے ہیں۔ اب یہ ظاہر ہے کہ وہ اسے الگ طور پر یہودی یا نصرانی تو نہیں بناتے وہ ان کے اثر کو قبول کر لیتا ہے پس اس میں کوئی شک نہیں کہ انسانی دماغ اس قسم کا بنا ہے کہ بچپن میں دوسروں کے اثرات کے قبول کرنے سے رک نہیں سکتا اور ان اثرات کے قبول کرنے میں اس کا کوئی دخل نہیں ہوتا۔ پس ضروری ہے کہ اس عمر میں بچوں کو دوسروں کے اثرات کے قبول کرنے سے بچایا جائے اور اس کی صرف یہی صورت ہے کہ اپنے خیالات سے ان کو متاثر کیا جائے۔ پھر بڑے ہو کر ان خیالات کی غلطی کو اگر وہ محسوس کریں تو بے شک چھوڑ دیں۔ جب ماں باپ ان کے لئے تمام دنیاوی امور میں اپنی رائے سے جو بات بہتر سمجھتے ہیں اختیار کرتے ہیں۔ تو کیوں دین کے معاملہ میں وہ انھیں دوسروں پر چھوڑ دیں گے۔ اگر بچوں کے دماغ ہر قسم کے اثرات سے سمجھدار ہونے تک محفوظ رکھے جا سکتے تب بے شک والدین ان کو اس حالت پر چھوڑ سکتے تھے مگر جب یہ بات نہیں بلکہ سوال صرف یہ ہے کہ وہ ان کے خیالات کو قبول کریں یا دوسروں کے تو ایک بات کو مفید و ضروری سمجھتے ہوئے اس کا بچوں کو پابند کرنا اور دوسروں کے رحم پر ان کو چھوڑ دینا ان پر سخت ظلم ہے

(الفضل ۱۳ اپریل ۱۹۲۲ء)

عرب ممالک نے مغربی جرمنی سے سفارتی تعلقات منقطع کر لئے

بون میں مقیم عرب سفیروں کو فوراً واپس آنے کا حکم

قاہرہ ـــ ۱۶ مارچ۔ عرب ممالک نے مغربی جرمنی کے ساتھ سفارتی تعلقات منقطع کر لئے ہیں اور بون میں مقیم اپنے سفیروں کو حکم دیا ہے کہ وہ فوری طور پر اپنے عملہ سمیت واپس آ جائیں۔ سفارتی تعلقات ختم کرنے کا فیصلہ اتوار کو عرب ممالک کے وزرائے خارجہ کی کانفرنس میں کیا گیا۔ جو قاہرہ میں منعقد ہوئی تھی یہ فیصلہ اسرائیل کو مغربی جرمنی کی فوجی امداد کی ترسیل اور مشرقی جرمنی کے صدر کے دورہ قاہرہ سے پیدا ہونے والے بحران کا نتیجہ ہے اس سے قبل متحدہ عرب جمہوریہ، شام اور سعودی عرب مغربی جرمنی سے اپنے سفارتی تعلقات ختم کر چکے تھے لیکن کل کے فیصلہ کے بعد مغربی جرمنی سے تمام عرب ممالک کے تعلقات ختم ہو گئے۔ عرب وزرائے خارجہ کے فیصلے پر مغربی مبصرین نے گہری تشویش کا اظہار کیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ عرب ممالک مغربی ملکوں کے لئے پریشانی پیدا کریں گے جس کے نتیجہ میں مشرق وسطیٰ جنگ کی لپیٹ میں بھی آ سکتا ہے۔

معلوم ہوا ہے کہ صدر ناصر نے عرب وزرائے خارجہ کانفرنس کے اختتام کے فوراً بعد عراق کے صدر عارف۔ اردن کے شاہ حسین الجزائر کے صدر بن بیلا اور دوسرے عرب سربراہوں سے ٹیلیفون پر صلاح مشورہ کیا۔ قاہرہ کے باخبر حلقوں کی اطلاع کے مطابق سفارتی تعلقات کے خاتمہ کے سرکاری اعلان کے فوراً بعد تمام عرب ممالک میں مغربی جرمنی کی املاک اور اثاثے بھی ضبط کر لئے جائیں گے۔ اور ہو سکتا ہے کہ برطانیہ اور امریکہ کے خلاف بھی کچھ سخت کارروائیاں کی جائیں۔

سیاسی مبصرین کا خیال ہے کہ مغربی جرمنی اور عرب جمہوریہ کے اقدام اور جوابی اقدام کے نتیجہ میں مشرق وسطیٰ ایک بار پھر زبردست کشیدگی کا علاقہ بن جائے گا۔ اور ہو سکتا ہے کہ یہاں علاقائی جنگ چھڑ جائے۔ ان مبصرین نے اس خدشہ کا بھی اظہار کیا ہے کہ بعض انتہا پسند عرب ممالک تیل کے کاروبار میں نقصان برداشت کرنے پر آمادہ ہو جائیں اور اس طرح مغربی ملکوں کے لئے ایک غیر متوقع صورتحال پیدا کرنے میں کامیاب ہو جائیں۔

محترم الشیخ عباس عبداللہ عودہ وفات پا گئے

اِنّا لِلّٰہِ واِنّا اِلیہِ راجعون

ربوہ ۱۶ مارچ ـــ قادیان سے اطلاع موصول ہوئی ہے کہ مکرم چوہدری محمد شریف صاحب فاضل مبلغ بلاد عربیہ و مغربی افریقہ کے خسر محترم الشیخ عباس عبداللہ عودہ کبابیر (فلسطین) میں مورخہ ۷ مارچ بروز اتوار بعمر ۸۰ سال وفات پا گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

مرحوم بہت ہی مخلص اور فدائی احمدی تھے۔ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے والہانہ عشق رکھتے تھے۔ مبلغین سلسلہ سے بہت ہی اخلاص اور محبت سے پیش آتے تھے ان کی سب سے بڑی صاحبزادی محترمہ حکمت عباس جو مکرم چوہدری محمد شریف صاحب کے عقد میں ہیں گزشتہ دس سال سے یہاں ربوہ میں مقیم ہیں۔ ان کے لئے یہ صدمہ بہت ہی افسوسناک ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے آمین

مرحوم نے اپنے پیچھے تین لڑکے اور چار لڑکیاں چھوڑی ہیں۔ وکالت تبشیر جماعت احمدیہ کبابیر، برادرم مکرم چوہدری محمد شریف صاحب فاضل اور آپ کی اہلیہ محترمہ و بچگان سے دلی ہمدردی و تعزیت کا اظہار کرتی ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سب پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے آمین۔ (وکالت تبشیر)

ذاکر حسین بھارت کے صدر بن گئے

نئی دہلی ۱۶ مارچ۔ بھارت کے نائب صدر ڈاکٹر ذاکر حسین کل صدر کے عہدہ کا حلف اٹھا لیں گے یہ صورتحال ڈاکٹر رادھا کرشنن کی آنکھوں کی خرابی کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے